

چیف ایگزیکٹو کی علماء کو برداشت و اتحاد کی تلقین

پُر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

جنرل صاحب نے وطن عزیز میں جہاں نا انصافی، بد امنی، ایٹمی طاقت ہونے کے باوجود معاشی بد حالی، ناخواندگی، غیر ذمہ دارانہ بیانات اور دیگر داخلی و خارجی سگتے ہوئے پیچیدہ، حقیقی اور واقعی مسائل کی نشاندہی کی ہے وہاں علماء و مشائخ اور اصحاب منبر و محراب کو برداشت، رواداری اور اتحاد و اتفاق کا بھولا ہوا سبق یاد دلاتے ہوئے اور درد بھرے انداز میں انہیں اپنی منصبی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے کہا ہے :

”فرقہ وارانہ لڑائیوں کے باعث دنیا سمجھتی ہے کہ ہم دہشت گرد ہیں جو اپنے آپ کو مار رہے ہیں اور دنیا میں بھی جا کر دہشت گردی کرتے ہیں۔ ہم سب مسلمان ہیں۔ ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور کلمہ گو ہیں۔ جو بھی ان باتوں پر یقین رکھتا ہے وہ مسلمان ہے چاہے وہ شیعہ سنی بریلوی یا دیوبندی ہو۔۔۔۔۔۔

پہلے شیعہ سنی لڑتے تھے اب دیوبندی بریلوی شروع ہو گئے ہیں۔ فرقہ واریت کی وجہ سے دنیا ہمیں دہشت گرد سمجھتی ہے اسلام چھپ کر گولیاں مارنے اور دہشت گردی سے نہیں اتحاد و اتفاق سے پھیلا ہے۔ دوسروں سے زبردستی نظریہ نہ منوالیا جائے“ (۱)

اہل ایمان کیلئے برداشت، رواداری، صبر و ضبط، اتحاد، اتفاق، التزام، جماعت اور مقدور
بھر وحدت امت قائم رکھنے کیلئے قرآن و حدیث میں جو تاکیدات آئی ہیں اور عدم برداشت، بے
صبری، امت میں تفریق اور بلا جواز اختلاف و انتشار پیدا کرنے کے جس بڑے انجام اور خطرناک
نتائج سے آگاہ کیا گیا ہے۔ پھر خود نبی رحمت ﷺ، صحابہ کرام، ائمہ اہل بیت، ائمہ مجتہدین اور علماء
و فقہاء نے جن کے ہم پیر و کار اور نام لیوا ہیں، برداشت، رواداری، عالی ظرفی اور امت میں تفریق
پیدا کرنے سے بچنے کی جو ایمان افروز مثالیں چھوڑی ہیں، ظاہر ہے وہ انبیاء کے وارث علماء اور
منبر رسول ﷺ کے جانشینوں سے مخفی نہیں۔

مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق اور باہمی اخوت و محبت میں اللہ تعالیٰ نے جو قوت، طاقت،
رعب، دبدبہ اور دینی، دنیاوی، رفاہی، معاشی، اخلاقی اور معاشرتی برکات رکھی ہیں وہ خود
مسلمانوں کی نظر سے تونادانی، کم فہمی، ناعاقبت اندیشی یا ذاتی نفسانی وقتی اور سیاسی و دنیوی اغراض
و مقاصد کے باعث او جھل ہو سکتی ہیں۔ مگر دشمنانِ دین کی نگاہوں سے مخفی نہیں۔ اس لئے ہمیشہ
ان کی کوشش رہی ہے کہ امتِ مسلمہ میں تفریق پیدا کی جائے۔ چنانچہ اسلامی تاریخ اس بات کی
گواہ ہے کہ دشمنانِ اسلام نے مسلمانوں کو جہاں بھی اور جب بھی نقصان پہنچایا ہے تو مسلمانوں میں
تفریق پیدا کر کے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف استعمال کر کے پہنچایا ہے۔

من از یگانگاہاں ہرگز نہ نالم
کہ با من آنچہ کرد آں آشنا کرد

اور

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس حقیقت کے باوجود یہ بھی ایک تاریخی شہادت اور مسلمہ امر ہے کہ مسلمان، خصوصاً
سیاسی، سماجی، حکومتی، دینی اور مذہبی مقتدر اور پیشوا، دانستہ یا نادانستہ اور شعوری یا غیر شعوری طور پر
دشمنانِ دین کی اس گہری سازش اور گھناؤنے منصوبے کا شکار ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ مولانا الطاف
حسین حالی مرحوم نے اس قابلِ افسوس اور دردناک صورت کا نقشہ یوں کھینچا تھا:

بڑھے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی
جگر جس سے شق ہوں وہ تحریر کرنی

گنہ گار بندوں کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
اگر اعتراض اس کی نکلا زبان سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے
کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھیلاتے
کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے
کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے
ستوں چشم بد دور ہیں آپ دین کے
نمونہ ہیں خلق رسول ﷺ امین کے

اس وقت بھی سیاسی، دینی و مذہبی اور فروعی مسائل میں جن فطری اختلافات کو قرون اولیٰ کی طرح لوگوں کیلئے رحمت اور توسع و سمولت کا باعث بننا چاہیے تھا اگر پاکستان میں زحمت، تنگی، عدم برداشت، خصامت، محاذ آرائی، باہمی عداوت، ایک دوسرے سے دوری، نفرت، فرقہ پرستی، گروہ بندی اور مستقل تفریق کی وجہ بنے ہوئے ہیں۔ جن کی طرف چیف ایگزیکٹو نے اشارہ کیا ہے، تو یقیناً اس میں بھی ان خفیہ طاقتوں کا ہاتھ ہے جن کی آنکھوں میں عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت کا وجود کھلتا رہتا ہے۔ اور جو کسی قیمت پر اس میں امن و سکون اور اس کی ترقی و خوشحالی کو نہیں دیکھنا چاہتیں۔

پاکستان کے موجودہ داخلی و خارجی حالات کے پیش نظر جملہ اہل وطن، خصوصاً علماء و مشائخ کو دشمن کی اس چال کو سمجھتے ہوئے اپنے اندر وسعت ظرفی، وسع القلبی، رواداری، برداشت اور نقطہ نظر کے اختلاف کے باوجود ائمہ اسلاف کی طرح ایک دوسرے کے احترام کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہمارے ہاں بالعموم جن مسائل پر سر پھٹول ہو رہی ہے، ایک دوسرے کو گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور جن کی بنیاد پر مستقل گروہ فرقے، جماعتیں، تنظیمیں، تحریکیں، سپاہیں، نرسری، کی طرح اگ رہی ہیں، یہاں ان کی شرعی حیثیت کی یاد دہانی کرنا اور ان مسائل میں ائمہ اسلاف کی عالی ظرفی و وسیع الخیالی اور رواداری پر ایک نظر ڈال لینا غیر مناسب نہیں ہوگا۔

چنانچہ اہل علم اور اہل انصاف بخوبی جانتے ہیں کہ ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام کے درمیان اختلاف اصولی، اساسی، قطعی الثبوت و صریح الدلالة اور منصوص احکام یا قرآن مجید کے

الفاظ میں ”بیانات“ کے اندر نہیں ہو بلکہ ان مسائل و احکام میں ہوا ہے جو اپنے ثبوت صحت اور دلالت میں قطعی نہیں بلکہ ظنی ہیں اور ان پر دین کا مدار بھی نہیں۔ دوسرے وہ فروعی قسم کے غیر منصوص احکام و مسائل ہیں۔ پھر ان کے اندر بھی ائمہ مجتہدین بقول علامہ زاہد الکوثری ”دو تہائی مسائل میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق ہیں اور باقی ایک تہائی مسائل میں بھی جائز اور ناجائز کا اختلاف نہیں بلکہ فتویٰ اور تقویٰ اور عدم اولیٰ اور احوط و ایسر کا اختلاف ہے۔“ (۱)

مشہور حنفی فقیہ اور مفسر امام جصاص کے مطابق ”فقہاء کا اختلاف ان امور میں صرف اس حد تک ہے کہ افضل اور بہتر کیا ہے۔“ (۲)

یہی وجہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تغلیط نہیں کرتے تھے۔ ابن عبدالبر نے یحییٰ ابن سعید کا یہ قول نقل کیا ہے: ”فتوے ہمیشہ سے چلے آ رہے ہیں ایک مفتی کا فتویٰ دوسرے سے مختلف بھی ہوتا ہے مگر کوئی کسی کو گمراہ نہیں سمجھتا۔“ (۳)

انہی عبدالبر نے امام عصر حضرت لیث بن سعد کا یہ ایمان افروز قول نقل کیا ہے کہ ”فتویٰ دینے والے لوگ ہمیشہ سے فتویٰ دیتے ہوئے اگرچہ کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام ٹھہراتے چلے آ رہے ہیں لیکن ان فتویٰ دینے والوں میں کسی کو نہیں پایا گیا کہ حرام قرار دینے والے یہ سمجھتے ہوں کہ حلال ٹھہرانے والے تباہ ہو گئے (یعنی دین سے خارج ہو کر نجات سے محروم ہو گئے) اسی طرح حلال ٹھہرانے والوں نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ اس مسئلہ میں حرمت کا فتویٰ دینے والے ہلاک و تباہ ہو گئے۔“ (۴)

مسائل میں اختلاف رکھنے کے باوجود آج تک کسی سے یہ مروی نہیں کہ وہ ایک دوسرے پیچھے نماز پڑھنے کو غلط سمجھتے ہوں۔ (۵)

ائمہ میں باہمی اختلافات چونکہ کسی ذاتی غرض، نام و نمود، پارٹی بازی اور شررت علمی کیلئے نہیں تھے۔ بلکہ محض اپنا اپنا ایک نقطہ نظر تھا۔ اس لئے یہ اختلافات ان کے باہمی تعلقات، مراسم

۱۔ علامہ زاہد الکوثری، مقالات الکوثری، طبع سعید کمپنی، کراچی، ص ۱۲۱

۲۔ احکام القرآن ۱: ۳: ۲: حوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی، مقدمہ تدوین فقہ

ص ۱۲۳، مکتبہ رشیدیہ، لاہور

۳۔ ابن عبدالبر: جامع بیان العلم و فضلہ (اردو ترجمہ) ص ۱۷۱، ندوۃ المصنفین، دہلی

۴۔ حوالہ مولانا مناظر احسن گیلانی، تدوین حدیث، ص ۳۳۲، مجلس علمی کراچی

۵۔ مقدمہ تدوین فقہ از مولانا مناظر احسن گیلانی، ص ۲۴۲

استفادے اور تعظیم و تکریم میں کبھی رکاوٹ نہ بنے۔ امام ابو حنیفہؒ کا حرمین شریفین جانا، امام مالکؒ سے علمی مجالس، مذاکرے، افادہ و استفادہ، امام شافعیؒ کا امام مالکؒ اور پھر امام محمدؒ کے پاس علم حاصل کرنا، اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ کا امام شافعیؒ کی شاگردی اختیار کرنا وغیرہ چنداں محتاج بیان نہیں۔ وہ تو ایک دوسرے کی قبروں کا بھی احترام کرتے تھے۔ امام شافعیؒ کا امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر نماز فجر میں قنوت نہ پڑھنا اور یہ فرمانا کہ :

”کیف اقلت بحضرة الامام وهو لا يقول به“ (۱)

(امام ابو حنیفہؒ کے سامنے (مزار پر) کیسے دعائے قنوت پڑھوں، جبکہ وہ اس کے قائل نہ تھے) غایت درجے کا احترام نہیں تو اور کیا ہے۔

شعرانی ابن عبد البر اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور دیگر تذکرہ نگاروں نے امام مالکؒ کا یہ سبق آموز اور ایمان افروز واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک موقع پر ابو جعفر منصور (عباسی خلیفہ) خود اس بات کی خواہش ظاہر کرتا ہے کہ وہ موطا امام مالکؒ کو دستور کے طور پر ساری مملکت اسلامی میں نافذ کرنا اور باقی فقہی آراء پر عمل کرنے سے عوام کو روک دینا چاہتا ہے، تو امام مالکؒ اپنے آپ ہی کو برحق سمجھتے ہوتے تو اس سے بڑھ کر ان کے پاس کوئی غنیمت موقع نہ تھا کہ بزور طاقت اپنا مسلک منوالیت اور اپنے معاصرین کو نچا دکھاتے، مگر امام موصوف نے جس کمال انصاف اور حقیقت پسندی کا مظاہرہ کیا وہ آب زریں سے لکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا :

”اے امیر المؤمنین!! ایسا ہرگز نہ کیجئے کیونکہ مسلمانوں کے پاس (دوسرے فقہاء کے) اقوال پہلے پہنچ چکے ہیں۔ احادیث بھی وہ سن چکے ہیں اور روایات روایت کر چکے ہیں۔ لوگوں کے پاس جو بات پہلے پہنچ چکی ہے وہ اس پر عمل پیرا ہو چکے ہیں۔ پس چاہیے کہ ہر آبادی کے باشندے جو باتیں اپنے لئے پسند اور اختیار کر چکے ہیں انہی کے ساتھ ان کو چھوڑ دیا جائے“

یہ سن کر خلیفہ نے جس کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ قانون کا درجہ رکھتا تھا، کہا :

”خدا اگر آپ مجھ سے اتفاق کرتے تو میں اپنے ارادے پر ضرور عمل کرتا“ (۲)

۱۔ مقدمہ تدوین فقہ از مولانا مناظر احسن گیلانی، ص ۲۰۸

۲۔ (الف) الشعرانی: المیزان الکبریٰ، طبع قاہرہ، ج ۱، ص ۴۶

(ب) ابن عبد البر: جامع میان العلم و فضلہ (اردو ترجمہ) ص ۹۸، ندوۃ المصنفین، دہلی

(ج) شاہ ولی اللہ: الانصاف فی بیان سبب الاختلاف (اردو ترجمہ) ص ۲۲، مکتبہ رشیدیہ، لاہور

ہمارے وطن عزیز میں اکثریت اہل سنت و جماعت کی ہے۔ مشہور حنفی فقیہ علامہ ابن نجیمؒ نے ”البحر الرائق“ میں اہل السنۃ والجماعت کی دس نشانیاں لکھی ہیں جن میں سے تین کا تعلق چونکہ زیر بحث موضوع (برداشت، روادری اور اتحاد و اتفاق امت) سے ہے اس لئے ان کا درج کر دینا بھی ضروری ہے تاکہ کم از کم ”سنی“ کہلانے والے حضرات ان نشانیوں کو دیکھ کر اپنے سنی ہونے کا جائزہ لے سکیں۔ فرمایا:

والثالث: يرى الجماعة والعيد بن خلف كل بروفاجر

والثامن: لا يكفر احدا من اهل القبلة بذنوب

والعاشر: يرى الجماعة رحمة والفرقة عذابا

(ایک سنی کی تیسری علامت یہ ہے کہ وہ ہر نیک و فاجر کے پیچھے عیدین اور دوسری نمازوں کو جائز سمجھتا ہے اور آٹھویں علامت یہ ہے کہ وہ اہل قبلہ میں سے کسی ایک کی بھی اس کے کسی گناہ کے باعث تکفیر نہیں کرتا اور دسویں یہ کہ وہ جماعت (اتحاد و اتفاق) کو رحمت اور تفریق کو عذاب تصور کرتا ہے) (۱)

آخر میں چیف ایگزیکٹو، امن و امان کے ذمہ دار حکومتی اہل کاروں اور دیگر اہل وطن کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرنا بھی ضروری ہے کہ وطن عزیز میں برداشت، رواداری، اتحاد و اتفاق اور باہمی اخوت و محبت کا ماحول پیدا کرنے کیلئے محض زبانی کلامی تلقین و ترغیب کافی نہیں بلکہ اس کیلئے خود عملی طور پر نمونہ پیش کرنا اور قانون کو حرکت میں لانا بھی ناگزیر ہے۔ علماء کے روپ میں جو مفاد پرست اور نیم خواندہ واعظین، ذاکرین اور خطباء منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر اپنی سیاسی یا گروہی دوکان چمکانے کیلئے امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کریں، لوگوں کے آرام و سکون کو غارت کریں یا نوجوانوں کے فرقہ وارانہ مذہبی جذبات کو بھڑکا کر شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کیلئے خطرے کا باعث بنیں، ان کی نہ صرف یہ کہ ہر سطح پر حوصلہ شکنی کی جائے بلکہ انہیں قانون کے مطابق سزائیں بھی دی جائیں۔

ہمارے ہاں یہ بات بھی ایک المیہ سے کم نہیں کہ مذہبی، دینی اور عوامی حلقوں میں مجالس و عظ، مجالس عزاء، تبلیغی اجتماعات، دینی کانفرنسوں اور جلسوں میں سنجیدہ علمی اور فکری گفتگو

کرنے والے اہل علم کی بجائے ان نیم خواندہ مگر جو شیلے اور شعلہ بیان واعظین کی عزت افزائی اور قدرو منزلت ہوتی ہے جو فرقہ وارانہ جذبات کو مشتعل کر کے مخالفین اور حکومت پر دباؤ ڈالنے کا فن جانتے ہیں۔ اور پھر دباؤ میں آکر حکومت بھی ایسے ہی لوگوں کو نمائندگی دیتی ہے۔ اور یوں ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ لہذا فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور دوسرے نقطہ نظر کو برداشت کرنے کی فضا پیدا کرنے کیلئے ایسے فرقہ پرست اور تشدد پسند عناصر کی ہر جگہ حوصلہ شکنی کی جانا ضروری ہے۔

اللہ کرے چیف ایگزیکٹو کی یہ تلقین اور اسلاف کے درج بالا اقوال واحوال صدا بھراء ثابت نہ ہوں اور وطن عزیز امن وامان، اتحاد و اتفاق اور اخوت و محبت کا گوارہ بنے۔ آمین۔

(وما علینا الا البلاغ)

(مدیر مسئول)